السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تشہد میں انگلی کو حرکت دینے کے بارے میں دو طرح کی احادیث آتی ہیں ایک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو حرکت دیتے تھے۔ دوسری میں ہے، نہیں دیتے تھے۔ ان احادیث کی وضاحت کریں اور یہ بھی بتلائیں کہ تشہد میں انگلی کو حرکت کس وقت دینی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تشہد میں سبابہ انگلی کو حرکت دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے جیسا کے وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں :

((ثم رفع إصبعہ فرأیتہ یحرکہا یدعوبہا))

کہ میں دیکھا نبی صلی اللہ عیہ وسلم نے اپنی انگلی کو اٹھایا پھر اس کو حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے رہے''۔
(صحیح سنن النسائی، ج ۱، ص ۱۹۴)

مولوی سلام اللہ حنفی شرح موطا میں لکھتے ہیں :

"وفیہ تحریکہا دائما إذ الدعاء بعد التشہد"

''کہ اس حدیث میں ہے کہ انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہنا ہے کیونکہ دعا تشہد کے بعد ہوتی ہے''۔
علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :

"ففیہ دلیل علی أن السنۃ أن یستمر فی الإشارۃ وفی تحریکہا إلی السلام لأن الدعاء قبلہ "

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلی کا اشارہ اور حرکت سلام تک جاری رہے کیونکہ دعا سلام سے متصل ہے''۔ (صفۃ صلوۃ النبی/۱۵۸)
اس کے علاوہ صرف ایک مرتبہ انگلی اٹھا کر رکھ دینا یا اشھدان الاالہ الااللہ پر اٹھانا، اس کے بارے میں صحیح احادیث کی کوئی لدبل نہیں ملتی جبکہ یہ عمل مذکورہ ہے حدیث کے منافی ہے۔ جس روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے وہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں محمد بن عجلان عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے بیان کرتا ہے اور محمد بن عجلان متکلم فیہ راوی ہے۔ اس کے عالوہ چار ثقہ راویوں نے عامر بن عدباللہ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے لیکن اس میں لایحر کھا کا لفظ نہیں ہے۔ معلوم ہوا یہ لفظ شاذ ہے۔ امام مسلم نے بھی محمد بن عجلان کے طریق سے اسی روایت کو ذکر کیا ہے اس میں بھی لایحرکھا کا لفظ نہیں ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں وائل بن حجر والی روایت کو ابن المقلن، ابن القیم، امام نودی کے علاوہ علامہ ناصر الدین البانی نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ صرف اہلدایہ فی تخریج احادیث کو شاذ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یحرکھا والے لفظ صرف زائدہ بن قدامہ عاصم بیان کرتا ہے زائد کے علاوہ عاصم کے دوسرے شاگرد یشیر بیدہ کا لفظ ذکر کتے ہیں۔ لیکن یہ بات تحقیق اور انصاف سے عاری ہے۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ سب محدثین نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اشاری والی حدیث کے ثبوت سے حرکت دینے کی نفی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ پیچھے کھڑے تھے "فاشار الیھم ان اجلسوا" ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ تفق علیہ۔
اس حدیث سے ہر عقلمند آدمی یہ سمجھے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ صرف ہاتھ کو اٹھا دیان نہیں تھا جیسا کہ سلام کے جواب میں کرتے تھے۔ بلکہ اشارہ تھا جس میں سمجھ آتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ اشارہ حرکت کے بغر ہو ہی نہیں سکتا۔
اس مثال سے یہ بات واضح ہو گیا کہ اشارہ والی احادیث کو تحریک والی احادیث کے مخلاف قرار دیان درست نہیں ہے۔ اس طرح بعداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ :

((لھی أشد علی الشیطان من الحدید))

''یہ انگلی شیطان کلئے ہوے سے بھی زیادہ سخت ہے''۔ (احمد)
اس حدیث کو حرکت نہ دینے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس میں حرکت دینے یا نہ دینے کی صراحت موجود ہی نہیں ہے جبکہ حرکت دینا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اگر اس کو تسلیم کرلیں کہا س مٰن حرکت نہ دینے کی صراحت ہے تو پھر صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ دونوں امر جائز ہیں جیسا کہ علامہ صنعانی نے سبل اسلالم میں اسے س ترجیح دی ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ پختہ ہے کیونکہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ایک خاص اہتمام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کر رہے ہیں اور خاص کر تشہد کی حالت کا اور تشہد میں ایسی چیزیں انہوں نے بیان کی ہیں جو زیادہ کسی نے بیان نہیں کیں۔ اس لئے ان کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ واللہ اعلم

زیادہ تفصیل کیلیۓ علامہ ناصر الدین البانی کی کتاب تمام المنہ کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ